اُردو فکشن کی پہلی نمایاں رومانوی نسائی آواز: حجاب امتیاز علی تاج

ڈاکٹر عذرا پروین*

ڈاکٹر لیاقت علی**

Abstract:

Sir Syed Ahmad Khan and his compeers flourished devotedness and scientific tendencies in literature. As a response, romantic tendencies in Urdu literature also come to the forefront. These tendencies in a way become a movement and influenced Urdu literature. Hijab Imtiaz Ali is one of those representative feminist spokespersons of Urdu fiction who were affected by this tendency. Her romance is not only an illusion far away from the world of reality but she also gives vent to her views about the world of prospects. The following article covers the very fabulous themes of Hijab Imtiaz Ali

رومانیت کو کلاسیکیت کے اعتدال، میانہ روی، عقلیت پرستی اور توازن کے اِصرار کے خلاف بغاوت قرار دیا جاتا ہے کیوں کہ یہ مروجہ اُصولوں کی توڑ پھوڑ اور شکست و ریخت، من پسند جہاں کی تخلیق کو اپنا نصب العین بناتی ہے۔ جب کہ دوسری طرف نصب العین کے حصول میں درپیش رکاوٹوں اور ناکامی سے دوچار ہونے پر قنوطیت اور غم پرستی کو بھی اپنا شعار بنا کر اُس میں لذت کشید کرتی ہے۔ گویا ''رومانویت نے ہر جذبہ کو اس کی انتہائی شکل میں پسند کیا۔ قوت و حیات کے مجسمے تراشے۔ انہیں تابناکی اور تابندگی کے پرچم عطا کئے۔ کبھی انسانِ کامل کے خواب دیکھے تو کبھی مافوق البشر کی تصویر سے اپنے آئینے خانے سجائے''(۱)

یہی وجہ ہے کہ رومانوی تحریک کے تحت فروغ پانے والے ادب میں بھی ایسے مافوق الفطرت کردارو

---

* شعبہ اُردو، خواتین یونیورسٹی، ملتان۔

** شعبہ اُردو و اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور۔

واقعات کو پیش کرنے کی کاوش کی گئی جن کا حقیقی زندگی سے محض وہم اور فریب کا تعلق ہوتا ہے اور حواس کی دُنیا کی ٹھوس بنیاد سے یہ سب چیزیں محروم ہوتی ہیں۔ جہاں تک اُردو ادب کا تعلق ہے تو ہمارے ہاں بیسویں صدی کی تیسری و چوتھی دہائی میں رومانویت کے تحت تخلیق پانے والے شعر و نثر میں ٹیگور کی ہندو بھگتی اور فطرت کی طرف جذباتی لپک سے فروغ پاتی ماورائیت، اقبال کی جذبہ و وجدان کی افراط اور غلبے سے مغلوب روایت شکنی، ابوالکلام آزاد کی رومانوی انانیت، تخیل کی فراوانی اور شدتِ جذبات سے متصف نثر کو اگر رومانویت کی تثلیث قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جس میں وطن سے محبت اور آزادی ایسے پہلو کی آرزومندی نے نوجوانوں کو بھی کو مثبت اقدار کے فروغ کی طرف گامزن کر دیا۔ نیز مخزن کی ادبی تحریک نے ان نوجوانوں کو ایک ادبی پلیٹ فارم عطا کیا۔ (۲) ڈاکٹر انور سدید اس دور میں اسلوب و ہیئت اور معنی کی نیرنگیوں سے بھرپور تجربات کو اِسی پلیٹ فارم کی عطا قرار دیتے ہیں۔

> ''۔۔۔۔مخزن نے لطافت اور رومانیت کی جس تحریک کو فروغ دیا تھا وہ ختم ہونے کی
> بجائے پھیل گئی اور اسے ان نوجوانوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا جو انگریزی علوم سے
> بالعموم واقف تھے۔۔۔۔'' (۳)

محمد حسین آزاد، ناصر علی دہلوی، عبدالحلیم شرر، علامہ اقبال، ابوالکلام آزاد، سجاد حیدر یلدرم، سجاد انصاری، مہدی افادی، حفیظ جالندھری، اختر شیرانی، نیاز فتح پوری، قاضی عبدالغفار، مجنوں گورکھپوری اور میرزا ادیب کو اسی رومانوی تحریک کی ابتدائی، ثانوی اور اختتامی کڑیاں قرار دیا جا سکتا ہے۔ مرد ادباء کے ساتھ ساتھ رومانوی افسانوی نثر کے حوالے سے ''اہم نسوانی نام زینب خاتون'' مسز عبدالقادر اور حجاب اسماعیل کے بھی ہیں، جن کی کہانیاں اس عہد میں رومانوی فضاء، خوف و تحیر، اسراریت، توہم پرستی، حسن و عشق کی داستانوں اور ان دیکھی دُنیاؤں کی سیر کے حوالے سے مشترک، رومانوی طرز احساس کی حامل نظر آتی ہیں۔ تاہم فی الوقت ہمارا موضوع حجاب اسماعیل ہیں کہ جو معروف ادیب امتیاز علی تاج سے شادی کے بعد حجاب امتیاز کے نام سے ادبی منظرنامے کا حصہ بنیں۔

برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والی پہلی مسلمان خاتون پائلٹ کا امتیاز پانے والی حجاب نے حیدرآباد دکن میں سیکرٹری کے عہدے پر فائز سید محمد اسماعیل اور اُس وقت کی مشہور کہانی کار عباسی بیگم (نذر سجاد حیدر کی ہم عصر) کے متمول گھرانے میں آنکھ کھولی (۴)

یوں حجاب امتیاز نے شروع سے ہی روشن خیال، مہذب اور تعلیم یافتہ و وسیع القلب والدین کے آزاد ادبی ماحول میں نشو و نما پائی۔ جہاں والد کے سرکاری دوروں میں سیر و سیاحت سے لطف اندوز ہونے والی حجاب کے ادبی تخلیقی مزاج نے فطری حسن سے نہ صرف حظ کشید کیا بلکہ اُسے اپنی ذات کا بھی اس طرح حصہ بنا لیا کہ پھر اُن کی

کہانیوں میں بھی کہیں کثافت کا گمان پیدا نہ ہو سکا۔ حجاب کی ابتدائی تعلیم و تربیت اُن کے گھر میں ہوئی۔ بعدازاں وہ مدراس کے سینٹ تھامیس کونونٹ سکول میں داخل ہو گئیں۔ جہاں اُنھوں نے سینئر کیمبرج کیا۔(۵) گیارہ برس کی عمر میں والدہ کے انتقال اور جُدائی نے حجاب کو گہرا صدمہ پہنچایا۔ مرثیوں پر مشتمل نثر لطیف کی کتاب ''نغماتِ موت'' بھی اُنھوں نے اپنی والدہ کی وفات کے دکھ میں لکھی۔ بعدازاں اُن کے افسانے اُس وقت کے مشہور ادبی رسالوں ''ساقی''، دلکش، تہذیب نسواں اور نیرنگِ خیال میں تسلسل سے شائع ہوتے رہے۔ امتیاز علی تاج (کہ جو اُس وقت تہذیب نسواں کے ایڈیٹر تھے) سے خط کتابت کا سلسلہ بھی انہی کہانیوں کی بدولت ہوا، جو ۱۹۳۴ء میں جنوبی ہند میں پٹیالی کے مقام پر شادی پر منتج ہوا۔

دوسری طرف امتیاز علی تاج کی والدہ اور حجاب امتیاز کی ساس محمدی بیگم کا شمار بھی اہم قصہ گو خواتین میں ہوتا تھا۔ حجاب امتیاز کو برصغیر کی پہلی نامور خاتون پائلٹ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

جہاں تک اُن کے افسانوی موضوعات کا تعلق ہے تو حجاب کی افسانوی دُنیا رنگوں، خوشبوؤں اور روشنیوں کے ساتھ تہواروں کی رنگینیوں سے ترتیب پاتی ہے۔ اس پر حجاب کے گھر کا خواب ناک رومانوی افسانوی ماحول بھی اُن کی تصوراتی دُنیا کو اعتبار بخشتا رہا۔ فطرت کے خوبصورت مناظر کا جادو اُن کی کہانیوں میں سر چڑھ کر بولتا نظر آتا ہے۔ اُن کے ہاں روشن چمکتی دھوپ، سردیوں کی خنک ہوائیں، رات کے سنہرے تاروں بھرے آسمان میں لرزتے جھلملاتے ستارے، سبزی مائل آسمان، شیشم کی ٹہنیاں، زرد لیموں کے درختوں پر بیٹھے رات کی خاموشی میں رسیلے اُداس گیت گانے والے پرندے، مغموم بلبل کا دردناک راگ اور خزاں کی ہوا میں گرتے سوکھے پتوں کی سرسراہٹ، جہاں کہانی کار کے فطرت سے لگاؤ کی نشاندہی کرتے ہیں وہیں کہانیوں کی طلسمی فضا کے ساتھ ساتھ کہانی کار کا شاعرانہ اسلوب اور سوز و گداز میں ڈوبی لے بھی اُن کی کہانی کو رومانوی ظاہر کرتی ہے۔ مرزا حامد بیگ حجاب کی رنگوں، آوازوں اور طلسمی فضا کی حامل افسانوی دنیا اور کرداروں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:۔

> ''ہندوستان کے جنوب میں ضلع کرشنا، دریائے گوداوری کے کنارے فرساپور کے مضافات حجاب کے افسانوں کے لئے لینڈ اسکیپ مہیا کرتے ہیں۔ جہاں کنول کے مہکتے پھولوں سے بھرے تالاب اور دھان کے گہرے سبز کھیت لہلہاتے۔ کیوڑے کے جنگل، تاڑ کے نمایاں درخت اور ٹھہرے ہوئے پانی میں گہرے گلابی پروں والی قد آدم حواصلیں، جو سارا سارا دن ایک ٹانگ پر سرنگوں رہتی تھیں کال کلچیاں اور کالی سنگھاپوری مینائیں اور اس پر کالی راتوں میں دریا کے دونوں کناروں پر اگیا بتیال کی ہیبت نا کی حجاب نے پہلی بار بصری رومانیت کا تجربہ کیا۔''(۶)

جب کہ ڈاکٹر انوار احمد حجاب کی اس طلسمی افسانوی دُنیا کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''حجاب کے افسانوں کا عمومی زندگی سے کوئی تعلق نہیں اور معلوم اسباب کی بنیاد پر یہ تعلق ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ سرسراتے ریشمی پردوں سے گزر کر یوکلپٹس اور صنوبر کو چھو کر آنے والی ہوا کا وہ شیدائی نہیں ہو سکتا جو سیاسی غلامی، معاشی استحصال اور سماجی تذلیل کا شکار ہو۔ اِسی طرح سیامی بلیوں سے وہی کھیل سکتا اور کھیلنے دے سکتا ہے، جس کے اپنے بچے بھوکے نہ ہوں۔۔۔۔''(۷)

تاہم ڈاکٹر انور سدید حجاب کے افسانوں میں محدود موضوعات کے باوجود اُن کی رومانویت کے حوالے سے اِس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ''حجاب امتیاز نے رومانیت کو زندگی کی ایک مثبت قدر کے طور پر قبول کیا ہے اور اس زاویے کو کہانیوں میں خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔تاہم انہوں نے زندگی کی جو روشن تصویریں تیار کی ہیں ان کا دائرہ وسیع الاثر نہیں''(۸)

حجاب کے مشہور افسانہ صنوبر کے سائے میں ایک منظر کی فطرت کی ترجمانی ملاحظہ فرمائیں:۔

''منظر بتدریج وارفتہ سا ہوا جا رہا تھا۔ ہواؤں میں پانی کے تھپیڑوں کی موسیقی بڑھ رہی تھی۔ پانی کی چھوٹی چھوٹی لہروں کی آوازوں پر شبہ ہوتا تھا جیسے کہیں دور خواب کے جزیرے میں پانی برس رہا ہو۔ فطرت اپنی بے ساختہ رعنائیوں کا دامن پھیلائے ہمارے سامنے تھی''۔(۹)

دراصل حجاب امتیاز کی افسانوی دُنیا فرضی رومانوی کہانی اور داستانوی مافوق الفطری فضا کے ساتھ ساتھ شکوک وشبہات سے جنم لینے والے المیہ عناصر اور اوہام پرستی سے بھی لبریز دکھائی دیتی ہے۔ نیز اُن کی کہانیوں کا ایک اور اہم رنگ خوف و ہراس اور ہیبت سے مہمیز پاتی فضا ہے جو مسز عبد القادر کے ہاں بھی خصوصیت کے ساتھ ملتا ہے۔اسی طرح حجاب کی سیدھی سادی رومانوی فضا میں بھی یکا یک وسوسے ملنے لگتے ہیں اور نامعلوم ہلاکتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس کے باعث رومانوی لطیف فضا کسی حد تک کثیف اور آلودہ ہونے لگتی ہے۔ یہ اور بات کہ محیّر العقول واقعات روحانیات اور اوہام پرستی کے حوالے سے ان کا رویہ بھی حیرت بھرے استفسار کا ہے اصرار کا نہیں۔کونٹ الیاس کی موت اور دوسرے ہیبت ناک افسانے، میں موجود کہانیاں اسی صورتحال کی نمائندگی کرتی ہیں۔

یہ اور بات ''کونٹ الیاس کی موت اور دوسرے ہیبت ناک افسانے'' میں حجاب کی کہانیاں، ایک باشعور تعلیم یافتہ کہانی کار کے نفسیاتی شعور اور تجزیے کی بھی حامل دکھائی دیتی ہیں۔مثلاً افسانہ 'میاں بیوی' میں حجاب ازدواجی رشتے کی یک رنگی کے حوالے سے لکھتی ہیں۔

''اب میں ایک ایسے جوڑے کی کہانی سنا رہی ہوں جن کے دل میں محبت کی چنگاری تو موجود تھی مگر دن رات کی یکجائی اور اس بے بنیاد یقین نے جو عموماً شادی شدہ لوگوں میں پایا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی رفاقت ایک ختم نہ ہونے والا تسلسل ہے، اس چنگاری کو بجھا دیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ آتش کدہ ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا پڑ گیا ہے''(۱۰)

جب کہ اپنے افسانے ''سبز آنکھ'' میں حجاب اولاد سے محروم چچا لوث کی وفات پر سگے رشتہ داروں کے دکھاوے کے دُکھ، ملال اور لالچ سے لبریز رویوں کا بھی یوں پردہ چاک کرتی ہیں۔

''محل کے ہر کمرے میں بچوں، بوڑھوں، جوانوں، عورتوں اور مردوں نے کہرام مچا رکھا تھا۔ اور اتنی بلند آواز سے آپس میں بول رہے تھے کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔۔۔۔۔۔ حالانکہ دو دن قبل چچا مرحوم زندہ اور بستر علالت پر تھے تو کسی نے اُن کی خبر تک نہ پوچھی تھی''۔(۱۱)

حجاب نے بیشتر افسانوں میں ذیلی عنوانات کے تحت بھی کہانی کو آگے بڑھایا گیا ہے نیز ناول و افسانہ میں بیشتر مقامات پر وہ مشہور شعرا کے اشعار اور قرآنی آیات کو بھی اپنے جذبات و خیالات کی تصدیق کے لئے کوٹ کرتی ہیں۔ البتہ جہاں تک کرداروں کا تعلق ہے تو اُن کی افسانوی دنیا (ناول و افسانہ) کے کچھ کردار جن میں ڈاکٹر گار، چچا لوث، نیک دل سر ہالی، جسوتی، صوفی، حبشن ملازمہ زوناش، زبیدہ دادی وغیرہ مستقل اور غیر متبدل کردار کی حیثیت سے موجود رہتے ہیں۔ مستقل کرداروں کے حوالے سے یہ انوکھا تجربہ اس زمانے میں خاصا مقبول ہوا۔ یقیناً یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری حجاب امتیاز کو محض تاریخی اعتبار سے خواتین افسانہ نگاروں میں اہم نہیں گردانتے بلکہ اُنکی تخلیقی صلاحیتوں کا بھی اعتراف کرتے نظر آتے ہیں۔

''حجاب امتیاز صرف یہی نہیں کہ تاریخی اعتبار سے اُردو کی خواتین افسانہ نگاروں کے ہراول دستے سے تعلق رکھتی ہے بلکہ فنی صلاحیتوں اور تخلیقی سرمایہ کے لحاظ سے بھی وہ اُردو افسانہ نگاری میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہیں''(۱۲)

افسانوں کے مقابلے میں حجاب کے ناولوں کے موضوعات متنوع اور اُن کے نفسیاتی و سائنسی شعور کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کے ناول اندھیرا خواب، اور پتھر خانہ، وغیرہ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ البتہ میری ُناتمام محبت، اور 'ظالم محبت، پہلے پہل تو حجاب کے طویل افسانوں کی صورت تحریر ہوئے جنہیں بعد ازاں علیحدہ کتابی شکل میں شائع کیا گیا تاہم کینوس اور کردار نگاری کی تہہ داری اعتبار سے ان کا شمار بھی بعد ازاں ناولٹ یا ناول کے زمرے میں ہونے لگا۔

موضوع کے اعتبار سے دونوں ابتدائی ناول رومانوی ہیں جن میں حجاب امتیاز علی محبت کا خون کرنے والی ظالم محبت کی فرسودہ خاندانی روایات واقدار کی مذمت کرتی نظر آتی ہیں۔ کہانی کے کرداروں کا تعلق بھی طبقہ اشرافیہ سے ہے جو منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوتے ہیں ماسوا 'منصور' کہ جو زبیدہ دادی کی رحمدلی کی بدولت اُنکے پوتے منیر کی دل لگی کے لئے یتیم خانے سے اُن کے 'قصرِ عشرت' میں پرورش پانے لگتا ہے اور بعد ازاں اُسی خاندان کی خوشیوں پر قربان بھی ہو جاتا ہے۔ 'ظالم محبت' لڑکیوں کے حق انتخاب کی نفی کرنے والے زبیدہ دادی ایسا کردار خالصتاً پاکستانی اور ہندوستانی سماج کے ترجمانی کرتا نظر آتا ہے۔ اس حوالے سے ان ناولوں کو بیک وقت رومانوی سماجی ناول کہا جا سکتا ہے۔

'میری ناتمام محبت' میں حجاب متکلم کردار روحی کے ذریعے دادی زبیدہ کے پُرانے فرسودہ اور خاندانی روایات کی جکڑ بندیوں سے لبریز خیالات کو ہدفِ تنقید بناتی ہے۔

> ''وہ لوگ مجھے شہباز کی ہونے والی بیوی تصور کرتے ہیں۔ زندگی کی اس گتھی کو سلجھانے میں میری رائے لینا ضروری نہیں خیال کیا گیا۔ کیوں کہ ہم مشرقی لڑکیوں کے سینے میں مشرقی بزرگوں کے خیال کے مطابق دل نہیں ہوتے اور نہ سروں میں دماغ ہی ہوتے ہیں''(۱۳)

ان دوناولوں کے حوالے سے نیلم احمد فرزانہ لکھتی ہیں کہ:۔

> ''حجاب کے ناولوں کی فضا آفرینی تخیلی اور داستانی ضرور ہے لیکن جہاں تک کرداروں اور ان کے اعمال کا تعلق ہے وہ ہندوستانی اور مشرقی معاشرے کا ایک حصہ ہیں''۔(۱۴)

حجاب امتیاز کی رنگ و بو کی طلسمی مگر عفونت اور کثافت سے پاک دنیا کے حوالے سے سجاد حیدر یلدرم بھی ''ظالم محبت'' کے پیش لفظ میں اِس رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

> آپ جس مسلک کو چاہے اختیار کیجئے اور جس مسلک کو چاہے سراہیے مگر حجاب کا قلم زندگی کی عفونت اور گندگی سے گریز کرتا ہے۔ آپ خشک واقعیت کے جویا ہیں تو حجاب کے افسانے نہ پڑھیئے۔ مگر رنگینی دل آویزی، بے پناہ کشش و جاذبیت کی تلاش ہو تو یہ افسانہ اور مصنفہ کے دوسرے افسانے آپ کو ایک رنگین دنیا میں پہنچا دیں گے''۔(۱۵)

جب کہ ناول ''اندھیرا خواب'' میں حجاب اس وقت کے مقبول عام نفسیاتی نظریات (تحلیل نفسی اور ایڈی پس کمپلیکس وغیرہ) کو مرکزی نقطہ بناتی ہیں۔ ناول میں مرکزی ہیروئن صوفی ایک ایسے نفسیاتی کردار کے طور پر اُبھرتی ہے جو اپنے ماں باپ کے عجیب وغریب ازدواجی تعلق کے حوالے سے نفسیاتی پیچیدگیوں اور توڑ پھوڑ کا شکار نظر آتی

ہے۔اس طرح کہ اُس کا رشتوں پر اعتبار ہی اُٹھ جاتا ہے۔لہٰذا اُس کے ہاں قربت کے لطیف لمحات میں بھی کھو دینے کا ڈر اور بے وفائی کے شکوک وشبہات پیدا ہوئے۔ایک مقام پر متکلم کردار روحی،صوفی سے مخاطب ہو کر کہتی ہے:۔

> ''صوفی تم اُس موت پر ماتم کناں ہو جو واقع نہیں ہوئی۔۔۔۔تمھیں غم وحرماں پسند ہیں۔تم چاہتی ہو ریحانی تم سے بے وفائی کر جائیں اور تم ان کی بے وفائی کے ماتم میں شوق سے سوگ مناتی رہو۔تمھیں کھلے پھول نہیں مرجھائی اور دم توڑتی ہوئی کلیاں مرغوب ہیں''(۱۶)

دراصل لاشعوری پیچیدہ صورتحال فرد میں اسی طرح اظہار وفرار کی مختلف صورتیں پیدا کرتی ہے۔اِسی لئے ڈاکٹر سید عبداللہ حجاب امتیاز کے لاشعوری کیفیات کے زیر اثر پیدا ہونے والے انسانی افعال و کردار سے بھرپور نفسیاتی تجزیے پر مبنی اِس ناول کی کہانی کو قابل تحسین اور تحلیل نفسی کی کامیاب کوشش قرار دیتے ہیں۔(۱۷) جہاں کرداروں کا نفسیاتی تجزیہ کہیں بھی کہانی میں جھول پیدا نہیں ہونے دیتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کہانی کا مربوط پلاٹ ناول کے تار پود کو منتشر ہونے سے بھی بچائے رکھتا ہے۔

اس حوالے سے حجاب کا ایک اور اہم ناول ''پاگل خانہ'' ہے جو ۱۹۸۰ء میں منظر عام پر آیا جس میں جدید سائنسی نظریات کو کہانی کا موضوع بنا کر سائنس فکشن کا اعزاز بھی حجاب کو حاصل ہے۔ناول یروشلم اور ہیروشیما پر گرائے جانے والے انسانیت کش بموں،تابکاری کے زہریلے عناصر کہ جس نے زندگی کو نگل لیا ہے،لوگوں کو مفلوج کر کے رکھا ہے اور زندگی کے تسلسل اور بقا سے فرد کا رشتہ توڑ دیا ہے،کو دردمندانہ لہجے میں موضوع بنا رہا ہے۔۔یہ ناول عہد جدید کی اُن قوتوں کے حوالے سے بھی ایک گہرے طنز کی حیثیت رکھتا ہے جو اپنی طاقت کے بڑھاوے کے لئے سائنس کو تخریب کاری کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔حجاب عقل وخرد سے بے نیاز طاقت کے جنون میں مبتلا اِس بیمار دنیا کو ہی ناول میں پاگل خانہ قرار دیتی ہیں۔کہانی کار ناول میں آنے والے اُس وقت سے بھی خوفزدہ دکھائی دیتی ہیں جب سائنسی ترقی یا طاقت کے جنون میں لوگ اخلاقیات اور مذہب کو ماننے سے انکار کر دیں گے۔نمونے کے طور پر ناول کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

> ''۔۔۔۔۔کبھی میں سوچتی ہوں چند منٹوں کی ایٹمی جنگ کے بعد جب دُنیا ختم ہو جائے گی اور اس کرہ ارض پر بالکل اتفاق سے چند نفوس باقی رہ جائیں گے تو وہ خدا اور کائنات کے متعلق کس قسم کے نظریات پیش کریں گے''
>
> ''ڈاکٹر گار کہنے لگا:''میرا خیال ہے وہ بالکل ایسے ہی انسان ہوں گے جیسے دُنیا کے ابتدائی دور میں تھے۔ان کا نہ کوئی خدا ہوگا نہ کوئی مذہب!ان کی زندگی کا ایک طویل زمانہ جدوجہد اور مستقل تلاش میں گزرے گا''(۱۸)

اِس مجموعی بحث سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی میں روایتی کہانیوں کے ذریعے اُردو کے افسانوی ادب میں اپنا مقام بنانے والی دیگر نسائی آوازوں کی نسبت حجاب امتیاز ایک منفرد مقام کی حامل دکھائی دیتی ہیں۔ اگرچہ اُن کے ہاں واقعات و منظر نگاری یہاں تک کہ کرداروں کے افعال و اعمال فرضی و تخیلاتی ہو سکتے ہیں تاہم یہ سب بعید از قیاس نہیں ہوتے۔ قرۃ العین حیدر کی طرح اُن کی افسانوی دُنیا کے کرداروں کا تعلق بھی اشرافیہ سے ہونے کے باوجود زندگی سے بھرپور دکھائی دیتا ہے۔ اس پر مستزاد اُن کا شاعرانہ لب و لہجہ رومانوی اسلوب اور اچھوتے موضوعات کا انتخاب اُنہیں خواتین کہانی کاروں میں ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اِس حوالے سے اگر اُنہیں رجحان ساز (رومانوی) کہانی کار کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

حوالہ جات

۱۔ محمد حسن، ڈاکٹر، ''اردو ادب میں رومانوی تحریک''، کاروانِ ادب، ملتان، ۱۹۸۶ء، ص ۱۹۔

۲۔ ایضاً، ص ۲۷، ۲۶۔

۳۔ انور سدید، ڈاکٹر، ''اُردو ادب کی تحریکیں''، انجمن ترقی اُردو، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص ۴۰۴، ۴۰۳۔

۴۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، ''اُردو افسانہ اور افسانہ نگار''، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۱۴۰۔

۵۔ حجاب امتیاز علی، ''میری ادبی زندگی'' (مضمون)، مشمولہ نیرنگِ خیال، لاہور، ۱۹۶۷ء، ص ۱۶۔

۶۔ حامد بیگ، مرزا، ''اردو افسانے کی روایت''، اکادمی ادبیات، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء، ص ۵۹۔

۷۔ انوار احمد، ڈاکٹر، ''اُردو افسانہ، ایک صدی کا قصہ''، مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۰ء، ص ۳۳۹۔

۸۔ انور سدید، ڈاکٹر، ''اُردو اَدب کی تحریکیں''، انجمن ترقی اُردو، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۴۳۶۔

۹۔ حجاب امتیاز علی، ''صنوبر کے سائے''، Allurdupdfnovels.Blogspot.com، ص ۴

۱۰۔ ایضا، ص ۳۵۔

۱۱۔ ایضا، ص۔ ۵۶

۱۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، ''اُردو افسانہ اور افسانہ نگار''، ص ۱۴۰۔

۱۳۔ حجاب امتیاز علی، ''میری ناتمام محبت''، ایلور بک ڈپو، لکھنؤ، س۔ن، ص ۹۴۔

۱۴۔ نیلم احمد فرزانہ، ''اُردو ادب کی خواتین ناول نگار''، فکشن ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۶۴۔

۱۵۔ سجاد حیدر یلدرم، ''مقدمہ''، ظالم محبت از حجاب امتیاز علی، دارالاشاعت پنجاب، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۰۴۔

۱۶۔ حجاب امتیاز علی، ''اندھیرا خواب''، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۸۲۔

۱۷۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، ''اُردو ادب''، مکتبہ خیابانِ ادب، لاہور، ۱۹۶۷ء، ص ۲۴۳۔

۱۸۔ حجاب امتیاز علی، ''پتھر خانہ''، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۳۳۱۔